شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا ایک تبلیغی مکتوب

قبرص کے عیسائی حاکم کے نام

(۲)

(ترجمہ :- از جناب مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب شیخ الحدیث دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور)

نبی آخر الزمان کی آمد اور اس کی صداقت کا ظہور | قدیم سے لے کر اس وقت تک ہزاروں عیسائی اور یہودی اہل علم ایمان لا چکے ہیں اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی ہے اپنے ہاتھ سے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی علاماتِ نبوت اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے لکھی ہیں، تورات، انجیل اور زبور کا کوئی ایسا مقام نہیں جس میں انہوں نے گہرے غور و فکر سے کام نہ لیا ہو ایسے ہی ان سے پہلے حواریوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ذکر کئے ہیں پھر جب آپ پر ایمان لانے اور راہِ حق قبول کرنے میں لوگوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو اس کے قبول کرنے کی توفیق بخشی اور اسلام جیسی لازوال نعمت سے مالا مال کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت | معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ آخر الزمان رسول جس کی آمد کی مسیح علیہ السلام اور ان سے پہلے تمام انبیاء بشارت دیتے آئے ہیں وہ ملّت ابراہیمؑ اور ان سے قبل اور بعد کے رسولوں کے مذہب کی طرف دعوت دینے کے لئے منصّۂ شہود پر جلوہ گر ہو گیا ہے دعوت یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے اس کے ساتھ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیرایا جائے، اطاعت انقیاد اور فرمانبرداری محض اسی کے لئے مخصوص کی جائے چنانچہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو بتوں کی عبادت سے پاک کر دیا اور دینِ الٰہی سے چھوٹے اور بڑے ہر قسم کے شرک کو نکال باہر کیا۔ آپ کی آمد سے پہلے یہودیوں اور عیسائیوں کے دورِ حکومت میں شام وغیرہ تمام ممالک بتوں کی پرستش سے بھرپور تھے۔ آپ نے آسمان سے نازل شدہ تمام کتابوں مثلاً تورات، انجیل، زبور اور قرآن حکیم پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اسی طرح آدم علیہ السلام سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جملہ

انبیاء کرام پر ایمان لانا لازم قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

وقالوا كونوا هودًا او نصارٰى
تهتدوا قل بل ملة
ابراهيم حنيفا وما كان من
المشركين ۔ قولوا امنا بالله
وما انزل الينا وما انزل
الى ابراهيم واسماعيل
واسحاق ويعقوب والاسباط
وما اوتي موسٰى وعيسٰى وما اوتي
النبيون من ربهم لا نفرق
بين احد منهم ونحن له
مسلمون ۔ فان امنوا بمثل
ما امنتم به فقد اهتدوا
وان تولوا فانما هم في
شقاق فسيكفيكهم الله
وهو السميع العليم صبغة الله
ومن احسن من الله صبغة و
نحن له عابدون (البقرة)

اہل کتاب نے کہا کہ یہودیت یا عیسائیت قبول
کرلو ہدایت پالوگے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
آپ کہہ دیجیے بلکہ ہم ابراہیم حنیف خلیل الرحمان
کے مذہب کے پیروکار ہیں جو شرک نہیں کیا کرتے
تھے نیز کہہ دو ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لے
آئے ہیں اور اس کتاب (قرآن مجید) پر جو ہماری
طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو
ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق، یعقوب اور ان
کی اولاد پر اتریں اور ان کتابوں پر بھی جو اپنے
اپنے وقت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے
موسےٰ عیسےٰ اور دوسرے انبیاء کو دی گئیں
ان انبیاء میں سے ہم کسی کے متعلق اختلاف
نہیں کرتے اور ہم ایسا کرنے میں اللہ تعالےٰ
کے تابع فرمان ہیں۔ اگر یہ (اہل کتاب) ان چیزوں
پر ایمان لے آئیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً
یہ ہدایت پالیں گے اور اگر یہ منہ پھیریں تو
سمجھ لو کہ مخالفت ان کی طرف سے ہے اللہ تعالےٰ
تمہیں ان کے شر سے محفوظ رکھےگا وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے رنگ کو قبول کرلو اور جان لو کہ اللہ تعالےٰ سے بہتر رنگ دینے والا کوئی نہیں ہے اور ہم صرف اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے اس آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عدل و انصاف کے ساتھ لوگوں کو اپنی توحید کی طرف دعوت دینے کا حکم دیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون (آل عمران)

اے اہل کتاب! آؤ ہم سب مل کر ایک بات تسلیم کریں جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر (متفق علیہ) ہے وہ یہ کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں۔ نیز ہم اللہ تعالیٰ کے سوا ایک دوسرے کو اپنا خدا نہ بنائیں۔ اگر اہل کتاب اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کریں تو تم ان سے کہہ دو گواہ رہو ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں

نیز فرمایا۔

ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب (الشوری)

کسی انسان سے بھی اللہ تعالیٰ بجز وحی کے یا پردے کی اوٹ میں رہنے کے ہم کلام نہیں ہوتا ہے۔

یہ بھی فرمایا

ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخذوا الملائکۃ والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون (آل عمران)

"کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب، حکومت اور نبوت سے سرفراز فرمائے تو وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دینے کی بجائے اپنی عبادت کی طرف دعوت دینے لگ جائے بلکہ وہ یہی کہے گا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں تعلیم دی گئی ہے اور تم ان کو پڑھتے ہو خدا پرست اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ وہ نبیوں یا فرشتوں کو خدا بنانے کا کبھی حکم نہیں دے گا کیا اسلام لانے کے بعد وہ تمہیں کفر کی تلقین کر سکتا ہے؟

امت محمدیہ مسلک اعتدال پر گامزن ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اس بیت اللہ الحرام کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے جس کے معمار جد انبیاء امام الموحدین حضرت ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام تھے اور اسی کا حج کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو متوسط اور معتدل بنایا ہے وہ انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں نہ عیسائیوں کی طرح غلو کرتے ہیں کہ وہ ان میں الوہیت مان کر خداوندکریم کی طرح ان کی پرستش کریں یا اس کے برابر صاحب اقتدار جان کر انہیں اپنا شفیع بنائیں اور نہ یہود کی طرح بدبختی اور شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ان کی بے حرمتی کریں ان کے قتل کے درپے ہو جائیں اور ان کی اطاعت سے منہ موڑلیں بلکہ وہ سب انبیاء کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ دین کی اشاعت میں ان کے مددگار ہوتے ہیں وہ خدا کی طرف سے جو دین لے کر آتے ہیں اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ دل وجان سے ان پر فدا ہوتے ہیں اور ان کی اطاعت کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ مگر اس تمام اعزاز و اکرام کے باوجود عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں۔ اسی پر اعتماد کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں ان چیزوں میں وہ کسی کو اس کا ساجھی نہیں بناتے۔

شرعی احکام میں بھی ہم مسلک اعتدال پر قائم ہیں جس چیز کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے وہ کرتے ہیں اور جس چیز سے منع کردیتا ہے اس کے قریب نہیں جاتے جو چیز پہلے حلال تھی پھر اللہ تعالیٰ اسے حرام کردے جیسا کہ اس نے بنی اسرائیل کو ان چیزوں کے استعمال سے منع کردیا جو یعقوب علیہ السلام کے لئے مباح تھیں۔ یا کسی حرام چیز کو حلال کردے جیسا کہ مسیح علیہ السلام نے یہودیوں پر بہت سی حرام چیزوں کو حلال کیا تو ہم اللہ تعالیٰ کے ان جاری کردہ احکام کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی اطاعت میں اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

حکم جاری کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے ہمارا ایمان ہے کہ انبیاء اور رسولوں کے بغیر کسی کو اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو تبدیل کرے یا اپنی طرف سے کوئی بدعت ایجاد کرے۔ انبیاء اور رسول بھی صرف مبلغ ہی ہوتے ہیں۔ درحقیقت احکام جاری کرنے والا خداوندکریم ہی ہے لہ الخلق ولہ الامر (الاعراف) جس طرح اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے اسی طرح اس کے بغیر حکم جاری کرنے کا بھی کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

ان الحکم الا للہ امر ان — اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا کوئی حکم نہیں ہے

لا تعبدوا الا ایاہ ۔ ذالک	اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے بغیر کسی کی
الدین القیم ولکن اکثر	عبادت نہ کرو یہی محکم اور صحیح دین ہے لیکن
الناس لا یعلمون (یوسف)	اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

سختی و نرمی | طہارت اور نجاست، حلال اور حرام میں بھی امت محمدیہ کا طریقہ متوسط طریقہ ہے اخلاقیات میں بھی اعتدال پر قائم ہے نہ یہود کی طرح محض شدت ہے نہ عیسائیوں کی طرح صرف نرمی بلکہ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں سے سختی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور اس کے دوستوں سے نرمی کا سلوک کرتے ہیں ۔ مسیح علیہ السلام کے متعلق ان کا وہی عقیدہ ہے جو اللہ تعالےٰ، حواریوں اور خود عیسیٰ علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے وہ نہیں جو غالی عیسائیوں یا ظالم اور بدباطن یہودیوں نے بنا رکھا ہے ۔

آخری نبی کے متعلق حضرت مسیح اور ان کے حواریوں کی پیش گوئیاں | حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے خاتم المرسلین (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ ملک یمن سے مبعوث ہوں گے اور لوگوں کی تادیب کے لئے ان کے پاس ایک چھڑی (تلوار) ہوگی ۔ خود مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "آخری نبی کھلے ہوئے معجزات لے کر آئے گا اور مخلوق خدا کے لئے اللہ تعالےٰ کے کلام کی تشریح کرے گا اور مسیح تمثیلیں لے کر آیا ہے" اگر آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پہلے لوگوں کی پیشگوئیاں ذکر کرنے لگیں تو وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ایک مختصر رسالہ میں ان کے بیان کی گنجائش نہیں ہے ۔

خط لکھنے کی وجہ | بادشاہ کی دیانت داری، فضل و کمال، علمی ذوق، اور علمی مذاکرات کے شوق کا حال سن کر ہی میں نے بادشاہ سے خطاب کرنا مناسب سمجھا ہے ۔ اس کے علاوہ شیخ ابو العباس مقدسی نے بھی اپنے متعلق نہ صرف بادشاہ ہی کے حسن سلوک، رواداری اور ہمدردی کی تعریف کی ہے بلکہ دوسرے عیسائی اہل علم کے مشفقانہ برتاؤ کا بھی شکریہ ادا کیا ہے ۔

بعثت انبیاء کا مقصد عظیم | ہم اہل اسلام ہر شخص کا بھلا چاہتے ہیں اس لئے ہم تمہارے لئے بھی دنیا اور آخرت کی بھلائی کے خواہش مند ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کی عبودیت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کی مخلوق کی خیر خواہی کی جائے ۔ اس سے ہمدردانہ برتاؤ ہو ۔ یہی وہ مقصد عظیم ہے جس کی تکمیل کے لئے اللہ تعالےٰ نے انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے ۔ مخلوق کے حق میں سب سے بڑی

خیر خواہی یہی ہے کہ صحیح معنوں میں اس کے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان رابطہ و تعلق پیدا کرنے کی کوشش و سعی عمل میں لائی جائے کیونکہ ایک دن بندہ نے خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور اس نے اس سے دنیا کی زندگی کے نیک و بد کا حساب لینا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

فلنسألن الذین ارسل الیھم ولنسألن المرسلین (الاعراف ۶) یعنی ہم ان قوموں سے بھی سوال کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے اور رسولوں سے بھی سوال کرینگے

مقام دنیا کی بے ثباتی رہی دنیا تو وہ آخرت کے مقابلہ میں بہت حقیر ہے اس کی بڑی سے بڑی نعمت بھی آخرت کی چھوٹی سے چھوٹی نعمت کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ دنیا کی انتہائی ترقی یہ ہے کہ کوئی شخص تخت حکومت پر متمکن ہوجائے یا بے حساب و بے شمار دولت و ثروت جمع کرلے۔ صاحب تخت کا آخری مقام یہ ہے کہ وہ فرعون کی طرح سرکش ہوجائے جس کی سرکشی کا انتقام اللہ تعالےٰ نے سمندر میں غرق کرنے کی صورت میں لیا۔ صاحبِ دولت و ثروت کا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ وہ قارون کا درجہ حاصل کرلے جس کو اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے نبی موسیٰ علیہ السلام کی ایذا رسانی کے باعث زمین میں گاڑ دیا اور قیامت تک اس میں گڑتا چلا جائے گا۔

حضرت مسیح کی تعلیم مسیح علیہ السلام اور ان سے قبل اور بعد کے تمام انبیاء کی وصیت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالےٰ وحدہ کی عبادت کی جائے۔ دنیا کی رونق سے منہ موڑ کر آخرت کو آباد کرنے کی کوشش اور سعی عمل میں لائی جائے کیونکہ دنیا کا معاملہ نہایت حقیر ہے۔

دعوت اسلام کی تمہید اس لئے میرے نزدیک سب سے بڑا تحفہ جو کسی قوم کے رئیس اور بزرگ کو پیش کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ اس سے علم و دین کے متعلق تبادلہ خیالات کیا جائے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک کر دینے والے اعمال میں علمی مذاکرات کی داغ بیل ڈالی جائے چونکہ فروعات میں اصول کے بعد ہی کلام ہوتی ہے اس لئے آپ پہلے اس اصول کو مد نظر رکھئے کہ دینِ الٰہی خواہشاتِ نفسانیہ کی اتباع آباؤ اجداد کی تقلید اور اہل ملک کے رسم و رواج کی پابندی کا نام نہیں ہے اس لئے پہلے پہل عقل مند آدمی کو انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے شرائع اور نوامیس میں غور کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ سب کے نزدیک مختلف فیہ مسائل کون سے ہیں اور متفق علیہ کون سے۔ پھر گہرے سوچ بچار کے بعد اپنے اور اللہ تعالےٰ کے مابین باہمی رابطہ و تعلق کی بنیاد اعتقاد صحیح اور عمل صالح پر رکھنی چاہیئے یہ صحیح ہے کہ بعض وقت آدمی

اپنی ضمیر کی ہر بات ہر شخص کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتا تاہم مندرجہ بالا اصول پر عمل کرنے سے اسے کافی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر بادشاہ کی علم و معرفت کے بارہ میں مزید تاکید کی خواہش ہو تو میں خط و کتابت کے لئے تیار ہوں اور اس کی طرف سے تمام آمدہ سوالات کے جواب دینے میں دریغ نہیں کروں گا چند دینی اور دنیاوی مصلحتوں کے پیش نظر سے میرا خیال قبرص آنے کا تھا جو فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے اب ہماری توجہ قبرص کے حالات پر مرکوز ہے۔ اگر بادشاہ نے وہ معاملہ اختیار کیا جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے مطابق ہے تو ہمارا اس کے ساتھ وہی سلوک ہو گا جس کا اس کا عمل تقاضا کرے گا بادشاہ اور اس کی قوم خوب جانتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دوسرے انبیاء کے عموماً اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصاً وہ معجزات ظاہر فرمائے ہیں جن سے اپنے دین کو عزت بخشی ہے اس کا بول بالا کیا ہے اور کفار اور منافقین کی ذلت اور رسوائی کا سامان فراہم کیا ہے۔

غازان سے ملاقات کا ذکر جب تاتاری بادشاہ غازان اپنی فوجیں لے کر دمشق آیا گو وہ اسلام کا دعوےٰ کرتا تھا مگر چونکہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے دین کے پابند نہیں تھے اس لئے اللہ تعالےٰ، اس کے رسولؐ اور ایمان داروں کو ان کے اعمال پسند نہیں آئے۔ میں نے اس سے اور اس کے امراء سے کئی دفعہ[1] ملاقات کی چنانچہ میرے اور ان کے درمیان وہ وہ واقعات پیش آئے جن کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے امید غالب ہے کہ بادشاہ ان سے بے خبر نہیں ہو گا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے اور اس کی فوج کو ذلیل کیا۔ ہم نے نعرہائے تکبیر بلند کئے اور ان کی خوب خبر لی۔ سیس کا حاکم بھی ایک ذلیل غلام کی طرح ان کے ہمراہ تھا اس کی رسوائی کا یہ عالم تھا کہ ہمارے بعض مؤذن اسے برملا گالی دیتے اور ہر طرح ذلیل کرتے تھے مگر وہ کچھ جواب نہیں دے سکتا تھا۔ غازان کے بعض وزیروں نے مجھے بتایا کہ یہ بڑا خسیس اور کمینہ انسان ہے۔ غازان کے متعلق اس کے ارادے فاسد ہیں جب تمہارے قاصد ساحلی علاقہ میں آئے میں اس وقت وہاں موجود تھا تاتاریوں نے مجھے حاکم سیس کے مخفی ارادہ سے مطلع کیا کہ فریقین کے درمیان پڑ کر دونوں کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ سب سے بڑھ کر تاتاری ہی اس کی بے حرمتی کرتے تھے اور اس کے حق میں سب وشتم کو مباح سمجھتے تھے ہم پھر بھی تمہارے اہل مذہب سے احسان کے ساتھ پیش آتے تھے اور جہاں تک ممکن تھا ان کی طرف سے مدافعت بھی کرتے تھے

---

[1] اس ملاقات کا تھوڑا سا ذکر الکواکب الدریہ ص۱۴۱ در مجموعہ الرد الوافر اور البدایہ والنہایہ ص۔۔ میں ہے۔ (رحیق)

مسلمانوں کا عیسائی قیدیوں کے ساتھ ہمدردانہ سلوک تمام عیسائی جانتے ہیں کہ جب غازان اور اور قطلوشاہ میرے کہنے سننے پر قیدیوں کو رہا کرنے پر آمادہ ہو گئے اور ادھر میں نے تبادلہ میں ان کے قیدی آزاد کرنے پر اپنے بادشاہ کو بھی رضامند کر لیا تو اس نے کہا کہ صرف مسلمان (ترک) قیدی چھوڑے جائیں گے۔ بیت المقدس سے جو عیسائی قیدی ہمارے ہاتھ آئے ہیں وہ رہا نہیں کئے جائیں گے میں نے اصرار کیا کہ مسلمان قیدی بھی چھوڑ دیئے جائیں اور جو ہمارے اہل ذمہ یہودی اور عیسائی گرفتار ہو گئے ہیں وہ بھی آزاد کر دیئے جائیں چنانچہ ہم نے مسلمانوں کے ساتھ یہودی اور عیسائی قیدی بھی رہا کر دیئے آپ کے ہم مذہبوں سے ہمارا یہ سلوک اور احسان ہے جس کا بدلہ ہم اللہ تعالےٰ سے چاہتے ہیں۔

ہمارے ہاں قید رہنے والا ہر عیسائی ہمارے مشفقانہ اور ہمدردانہ رویہ کو جانتا ہے قیدیوں کے ساتھ ایسے ہی رحیمانہ برتاؤ کی ہمیں خاتم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری لمحہ میں وصیت کی ہے چنانچہ آپ کا فرمان ہے۔

الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔ یعنی نماز اور اپنے ہاتھ میں گرفتار ہونے والے قیدیوں اور غلاموں کا خاص خیال رکھنا۔

اللہ تعالےٰ نے منجملہ دیگر اوصاف کے مسلمانوں کی یہ خوبیاں ذکر فرمائی ہیں۔

ویطعمون الطعام علی حبہ — یعنی وہ مال سے محبت رکھنے کے باوجود قیموں
مسکینا ویتیما واسیرا (الدھر) — مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

تاتاریوں سے جنگ ہم نے تاتاریوں سے جو اسلام کی طرف انتساب کی وجہ سے ملت اسلامیہ میں شامل ہو گئے تھے دھوکہ بازی اور منافقت کا طریقہ اختیار نہیں کیا بلکہ ان کا فساد ان پر صاف صاف واضح کر دیا اور کہا کہ تم اسلام کے باغی اور اس کی تعلیم سے منحرف ہو اس لئے تمہارے ساتھ جہاد واجب ہے چنانچہ اس سے لڑائی ہوئی اور شام و مصر کی اسلامی فوجیں دشمنانِ اسلام پر غالب آئیں جب عام لوگوں میں شہرت ہوئی کہ تاتاری مسلمان ہیں تو لشکرِ اسلام نے ان کی لڑائی سے ہاتھ روک لیا۔ پھر بھی دس ہزار سے زیادہ تاتاری قتل ہو گئے اور مسلمان فوج کے دو سو سپاہی بھی شہید نہیں ہوئے۔ جب اسلامی فوجیں واپس مصر چلی گئیں اور انہیں معلوم ہوا کہ یہ ملعون قوم فتنہ و فساد اور اسلام کے خلاف اپنی بغاوت سے باز نہیں آئی تو وہ پھر میدانِ جنگ میں کود پڑیں اور اپنی کثرت اور سامانِ حرب کی فراوانی

سے جنگلوں اور پہاڑوں کو بھر دیا۔ ایمان، دیانت اور صداقت کے وہ وہ مظاہرے کئے کہ عقل حیران رہ گئی حسب معمول اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے دین کے حامیوں کی امداد کے لئے آسمان سے فرشتوں کی جماعتیں نازل کیں نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن ہار گیا اور مسلمانوں کے مقابلہ میں اس کے پاؤں نہ جم سکے۔ اس نے اپنی قوت جمع کرکے دوبارہ حملہ کیا مگر اسے پھر شکست ہوئی اور وہ جان و مال کے بھاری نقصان کے بعد ذلیل و خوار ہو کر واپس جانے پر مجبور ہوا۔ اب وہ نہایت زبوں حال اور سخت عذاب میں مبتلا ہے اسلام کو عزت نصیب ہوئی اور اس کی خیر و برکت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ	ہر سو سال کے بعد اللہ تعالےٰ اس امت
فِیْ رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ	میں ایسا آدمی (یا ایسی جماعت) متعین کریگا
مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔	جس سے دین کی تجدید ہوتی رہے گی۔

(سنن ابی داؤد)

قبول اسلام کی دعوت اب بحمد اللہ دین اسلام کی تجدید ہو گئی ہے اور اس نے ترقی کے منازل طے کرنے شروع کر دیئے ہیں لہٰذا میں آپ کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور میں اس خدا کی جس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور جو تورات، انجیل، زبور اور قرآن حکیم کا اتارنے والا ہے خدا کی قسم میرے پیش نظر بجز بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کی خیر خواہی کے کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔

مدینہ میں نجران کے عیسائی وفد کی آمد بادشاہ کو معلوم ہے کہ جب نجران کے عیسائی جن میں علماء اور پادری شامل تھے وفد کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان کو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے اور اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تو انہوں نے آپ سے مسیح علیہ السلام کے متعلق بات چیت شروع کی اور مناظرہ کرنے لگے جب آپ کے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے مقابلہ میں ان کی کوئی پیش نہ گئی تو طرح طرح کے حیلوں بہانوں اور مکر و فریب سے کام لینے لگے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اگر یہ لوگ عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق اپنے عقیدہ کو واقعی صحیح اور درست تسلیم کرتے ہیں تو انہیں کہیئے کہ مباہلہ کے لئے تیار ہو جائیں۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (آل عمران)

یعنی حقیقت حال واضح ہو جانے کے بعد جو لوگ عیسےٰ علیہ السلام کے بارہ میں آپ سے جھگڑتے ہیں انہیں کہو کہ ہم اپنے بال بچے اور عورتیں بلا لیتے ہیں تم اپنے بال بچے اور عورتیں بلا لو تاکہ ہم سب مل کر اللہ تعالےٰ سے گڑگڑا کر دعا کریں کہ وہ جھوٹوں پر اپنی لعنت برسائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان سن کر وہ مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے تم جانتے ہو اور یقیناً جانتے ہو کہ یہ نبی ہے اور آج تک کسی قوم نے نبی سے مباہلہ کر کے نجات نہیں پائی چنانچہ وہ آپ کے ذمی بن گئے جزیہ دینا قبول کیا مگر مباہلہ کرنے سے معذرت چاہی۔

آنحضرتؐ کی صداقت پر قیصر شاہ روم کی شہادت اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے عیسائی بادشاہ قیصر کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے سلسلے میں ایک مکتوب بھیجا جس کی سلطنت کی حدود شام سے لے کر قسطنطنیہ تک پھیلی ہوئی تھیں وہ بڑا عالم فاضل اور سمجھدار بادشاہ تھا جب اس نے آپ کا مکتوب پڑھا اور آپ کے علامات کے متعلق استفسار کیا تو اس نے معلوم کر لیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی بشارت مسیحؑ نے دی ہے اور یہ وہی نبی ہیں جن کے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے مبعوث فرمانے کا اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا چنانچہ اس نے اپنی قوم کو آنحضرتؐ کی اتباع کی دعوت دی آپ کے مکتوب کو بڑے احترام سے بوسہ دیا اپنی آنکھوں پر رکھا اور کہا میری خواہش ہے کہ میں حضور کی خدمت میں جاؤں اور آپ کے پاؤں دھوؤں اگر سلطنت کا طمع مانع نہ ہوتا تو میں ضرور آپ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتا۔

شاہ حبش کا قبول اسلام حبش کا عیسائی بادشاہ نجاشی صحابہ کرام سے جو اس کی حکومت میں پناہ لینے گئے تھے آپ کے حالات سن کر ایمان لے آیا تھا اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی تھی اس نے اپنے کچھ آدمی اپنے لڑکے کی معیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے تھے اور آپ نے اس کی وفات پر نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی وہ صحابہ کرام سے سورہ مریم سن کر رونے لگا اور مسیح علیہ السلام کے بارہ میں مسلمانوں کا عقیدہ معلوم کر کے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا بخدا! عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی عقیدہ صحیح ہے اور اس میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے نیز کہا کہ شریعت اسلام اور شریعت عیسےٰ علیہ السلام کا منبع ایک ہی ہے (باقی)